

از عدالتِ عظمیٰ

تامل ناڈو ہاؤسنگ بورڈ

بنام

اے وشوم (متونی) بذریعہ قانونی نمائندے

تاریخ فیصلہ: 09 فروری، 1996

[کے راماسوامی اور جی بی پٹناک، جسٹس صاحبان]

حصول اراضی کا قانون، 1894:

دفعات 6، 11، 12، 16، 18، 30- ایوارڈ- خصوصی زمین میں دلچسپی رکھنے والے افراد- ان سب نے اپنے دعوے پیش کر کے LAO نے عدالت میں مناسب طریقے سے معاوضہ جمع کرایا- عوامی مقصد کے لیے حاصل کی گئی زمین یعنی مکانات اور عوامی پارک کی تعمیر- زمین کا صرف ایک حصہ چھوڑا نہیں جاسکتا- اس لیے نوٹیفیکیشن میں مذکور تمام زمینوں کے سلسلے میں حصول مکمل ہے- اس لیے زیر بحث زمین سمیت زمینوں کا قبضہ ضرور لیا گیا ہوگا- اس لیے حقیقی مالک ہاؤسنگ بورڈ کے خلاف حکم امتناعی جاری نہیں کیا جاسکتا۔

بلونت نارائن بھاگلڈے بنام ایم ڈی بھاگوت ودیگراں، [1975] ضمنی ایس سی آر 250، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 3617-18، سال 1996-

آر پی نمبر 81/94 میں مدراس عدالت عالیہ کے 16.3.95 کے فیصلے اور حکم سے اور ایس اے نمبر 1526، سال 1988 میں 7.4.94 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کی طرف سے ہریش سالوی، اے ماریار پوتھم، مسز اردنا تھر اور اے جے کمار۔

جواب دہندگان نمبر 3-8 اور 11 کے لیے آر ایف نرین، ایس نند کمار، ایل کے پانڈے۔

جواب دہندہ نمبر 9 کے لیے ایس سیو اسبر انیم، اور ایم اے چناسامی۔

عدالت کا مندرجہ ذیل حکم سنایا گیا:

اجازت دی گئی۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیلیں مدراس عدالت عالیہ کے 7 اپریل 1994 کو ایس اے نمبر 1526، سال 1988 میں دیے گئے فیصلے اور ڈگری سے پیدا ہوتی ہیں۔ حقائق متنازعہ نہیں ہیں۔

حصول اراضی کے قانون، 1894 (ایکٹ 1، سال 1894) کی دفعہ 4(1) کے تحت نوٹیفکیشن (مختصر طور پر، "ایکٹ") 17 ستمبر 1958 کو شائع کیا گیا تھا جس میں کوڈ مسکم اور پڈور دیہاتوں پر مشتمل 339 ایکڑ اراضی کی ایک بڑی حد حاصل کی گئی تھی جسے "حصہ I نمبر ہوڈ اسکیم" کے نام سے جانا جاتا ہے اور منصوبہ بند ترقی کے لیے مدراس شہر کی "اشوک نگر اسکیم" کا نام دیا گیا تھا۔ دفعہ 6 کے تحت اعلامیہ 26 نومبر 1958 کو شائع کیا گیا تھا۔ حصول اراضی کے افسر نے 28 فروری 1966 کو دفعہ 11 کے تحت اپنا ایوارڈ دیا۔ اپیل کنندہ کا معاملہ ہے کہ حصول اراضی کے افسر نے 28 فروری 1966 کو زمین پر قبضہ کر لیا تھا اور 21 مارچ 1966 کو اپیل کنندہ کو قبضہ دے دیا تھا۔ یہ کوئی تنازعہ نہیں ہے کہ اس اسکیم کے تحت 3639 رہائشی مکانات تعمیر کیے گئے ہیں اور ان پر قبضہ کیا گیا ہے۔ ایک ایکڑ اور بتیس سینٹ کی حد میں متنازعہ زمین اس اسکیم میں عوامی پارک کے لیے الگ رکھی گئی ہے جو میونسپلٹی کے پاس تھی۔

یہ مدعا علیہ کا معاملہ ہے کہ وہ اس زمین کا مالک ہے جس کا حق اور قبضہ مقدمہ دائر کرنے کی تاریخ سے پہلے 30 سال سے زیادہ عرصے سے ہے، یعنی، 19 اپریل 1984 اور اپیل کنندہ سے اس کے قبضے اور مستفید ہونے میں مداخلت کرنے کی درخواست کی گئی۔ نتیجتاً، اس نے اپیل کنندہ کے خلاف مستقل حکم امتناعی کے لیے مقدمہ دائر کیا۔ مانا جاتا ہے کہ وہ اپاراؤ مدالیار کانو کر تھا۔ ٹرائل کورٹ نے مقدمہ خارج کر دیا۔ اپیل پر سٹی سول جج نے مقدمے کو منظور کر لیا اور عدالت عالیہ نے اس کی تصدیق کر دی۔ اس طرح یہ اپیلیں خصوصی اجازت کے ذریعے کی جاتی ہیں۔

جواب دہندگان کی طرف سے پیش ہونے والے سینٹروکیل، مسٹر آرایف نریمان کی طرف سے یہ دلیل دی گئی ہے کہ محض حکم امتناعی کے مقدمے میں اگرچہ اتفاق سے حق پر مبنی ہے، عدالتوں کو یہ نتیجہ ریکارڈ کرنے کی ضرورت ہے کہ آیا مدعا علیہان نے مقدمے کی تاریخ تک زمین پر

قبضہ کیا تھا اور اگر قبضے میں ہونے کا نتیجہ درج کیا جاتا ہے تو وہ حقیقی مالک کے علاوہ ہر ایک کے خلاف مستقل حکم امتناعی کے حقدار ہیں۔ اس معاملے میں، تینوں عدالتوں نے بیک وقت ایک حقیقت کے طور پر پایا کہ مدعا علیہان مقدمے کی تاریخ تک زمین کے قبضے میں تھے۔ اپیل کنندہ نے یہ ثابت نہیں کیا تھا کہ قبضہ حصول اراضی کے افسر نے جواب دہندگان سے لیا تھا۔ اس طرح جواب دہندگان کے پاس موجود حق، حق اور سود کو ایکٹ کی دفعہ 16 کے عمل سے الگ نہیں کیا گیا۔ لہذا، جواب دہندگان قانونی مالک بنے رہتے ہیں۔ اس کے مطابق، وہ اپیل کنندہ بورڈ سمیت ہر ایک کے خلاف حکم امتناعی کے حقدار ہیں۔ اپنی دلیل کی حمایت میں، انہوں نے بلونت نارائن بھاگڈے بنام ایم ڈی بھاگوت ودیگرا، [1975] ضمنی ایس سی آر 250 پر پختہ انحصار کیا۔

سوال یہ ہے کہ: کیا وہ بنیاد جس پر فاضل وکیل نے مقدمہ پیش کیا ہے قانونی طور پر قابل قبول قانونی بنیاد پر مبنی ہے؟ یہ سچ ہے جب عدالت عالیہ، شواہد کی خالص تعریف کے طور پر، قبضے پر ایک نتیجے کو ایک حقیقت کے طور پر مانتی اور درج کرتی ہے، عام طور پر یہ عدالت اس طرح کے نتیجے کو قبول کرے گی اور آرٹیکل 136 کے تحت اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے عوامی اہمیت کے قانون کے ٹھوس سوال کا فیصلہ کرنے کے لیے اس بنیاد پر آگے بڑھے گی۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا عدالت عالیہ نے اس بنیاد پر کارروائی کی ہے۔ مناسب احترام کے ساتھ، فاضل جج نے ایکٹ کی متعلقہ توضیحات کو نافذ کیے بغیر کسی حقیقت کو ریکارڈ کرنے میں پیش قدمی کی ہے، تسلیم شدہ یا ثابت شدہ حقائق سے قانونی نتائج اخذ کرنے میں ناکام رہا ہے اور غلط طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حصول ختم ہو گیا ہے جو پیٹنٹ کی غلطی کا باعث بنتا ہے جو قانون کے ٹھوس سوال کو جنم دیتا ہے۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ دفعہ 6 کے تحت اعلامیے کی مناسب اشاعت کے بعد ایکٹ کے تحت زمین حاصل کی گئی تھی۔ جیسا کہ جواب دہندگان میں سے کچھ کی طرف سے پیش ہونے والے سینئر وکیل، مسٹر ایس سیو اسبراٹنیم نے صحیح دعویٰ کیا ہے، عوامی مقصد کی حتمی حیثیت قائم ہے۔ اس کے بعد، ایکٹ کے باب III میں تجویز کردہ طریقہ کار پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اور حقیقت کے طور پر، تسلیم شدہ طور پر، LAO نے 28 فروری 1966 کو اپنا ایوارڈ دیا اور دفعہ 12 کے تحت نوٹس جاری کیا۔ زیر بحث زمین کے علاوہ تمام فریقوں کو معاوضہ ملا۔ دفعہ 30 کے تحت قانون کے معاملے کے طور پر، جب دعویدار / مالک کو احتجاج کے ساتھ یا اس کے بغیر معاوضہ ملتا ہے، تو LAO کو وہی ادا کرنا چاہیے۔ اگر کسی کو معاوضہ نہیں ملا تو اسے دفعہ 30 کے تحت حکم دیا جاتا ہے کہ وہ معاوضہ عدالت میں جمع کرے جس کا حوالہ دفعہ 18 کے تحت ہو گا اور اسی کے مطابق دفعہ 30 کے

تحت حوالہ دے۔ شواہد سے یہ دیکھا جاتا ہے کہ LAO نے پایا کہ ایک اپا و مد الیاء اور نثاراج مد الیاء کو ایک ایکڑ اور بتیس سینٹ کی حد تک زمین رکھنے والے خسرہ نمبر 4/140 میں دلچسپی تھی۔ اس کے مطابق، اپنے فیصلے میں انہوں نے ذکر کیا کہ چونکہ ان سب نے دعویٰ کیا ہے، اس لیے انہوں نے دفعہ 30 کے تحت تنازعہ کا حوالہ دیا اور معاوضہ عدالت میں جمع کرایا۔ نتیجتاً، قبضہ حاصل کیا جائے گا اور اس کے بعد زمین دفعہ 16 کے تحت تمام پابندیوں سے آزاد ہو کر ریاست کی ملکیت بن جائے گی۔

سوال یہ ہے کہ: کیا زیر بحث زمین پر قبضہ کر لیا گیا تھا؟ یہ مسئلہ جو اب دہندگان کے مقابلے میں واضح طور پر پیدا ہوتا ہے۔ بد قسمتی سے، جو اب دہندگان نے LAO کو شامل نہیں کیا تھا جس نے قبضہ کر لیا تھا اور زمین کا قبضہ اپیل گزار کو پہنچا دیا تھا۔ یہ تنازعہ میں نہیں ہے کہ نمائش پی-5 کے تحت، LAO نے اپیل کنندہ کو قبضہ پہنچایا۔ لہذا، جیسا کہ اپیل کنندہ کے سینئر وکیل، شری ہریش سالوے نے صحیح طور پر دعویٰ کیا ہے کہ شواہد ایکٹ کی دفعہ 114(e) کے تحت مفروضہ اس معاملے میں حقائق کی طرف راغب ہو گا۔ LAO نے دوسری زمینوں کے ساتھ تنازعہ زمین پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی سرکاری ذمہ داری نبھاتے ہوئے، بدلے میں، اسے اپیل گزار کے حوالے کر دیا تھا۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ ایک مشترکہ نوٹیفیکیشن کے ذریعے حاصل کی گئی 339 ایکڑ زمین لی گئی اور ایوارڈ دیا گیا اور تمام زمینوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا LAO کے لیے پوری 339 ایکڑ زمین پر قبضہ کرنا اور اسے ہاؤسنگ بورڈ کو پہنچانا ممکن ہو گا؟ سوال کا نقطہ نظر عملی اور حقیقت پسندانہ ہونا چاہیے لیکن خالصتاً قانونی نہیں ہونا چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ بلونت نارائن بھاگلڈے کے معاملے میں، انٹوالیا، جسٹس نے صفحہ 263 پر اس طرح بیان کیا تھا:

"سوال یہ ہے کہ قبضہ کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ ایکٹ اس نکتے پر خاموش ہے۔ جب تک کہ متعلقہ فریق کے تحریری قرارداد کے ذریعے قبضہ نہیں لیا جاتا، قبضہ کرنے کا طریقہ واضح طور پر اتھارٹی کے لیے زمین پر جانا اور کچھ ایسا عمل کرنا ہو گا جس سے یہ ظاہر ہو کہ اتھارٹی نے زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ ڈھول کی تھاپ کے ذریعے یا دوسری صورت میں اعلامیے کی شکل میں ہو سکتا ہے یا موقع پر تحریری اعلامیہ لٹکا کر ہو سکتا ہے کہ اتھارٹی نے زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔"

بھگوتی، جسٹس (جیسا کہ وہ اس وقت تھے) نے دو اراکین کی طرف سے بات کرتے ہوئے کہا

تھا کہ:

"مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت عدالتی فیصلوں کے ذریعے سمجھے جانے والے معنی میں 'علامتی' قبضہ لینے کا کوئی سوال نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی صرف کاغذی قبضہ کافی ہو گا۔ یہ ایکٹ زمین کو حکومت کے حوالے کرنے کی ایک ضروری شرط کے طور پر جس چیز پر غور کرتا ہے وہ زمین کا حقیقی قبضہ ہے۔ اس طرح کے قبضے کو کس طرح لینا پڑے گا جیسا کہ زمین کی نوعیت تسلیم کرتی ہے۔ کوئی سخت اور تیز قاعدہ نہیں ہو سکتا کہ زمین پر قبضہ کرنے کے لیے کون سا قانون کافی ہو گا۔ لہذا، ہمیں مطلق اور ناقابل تنسیخ اصول کے طور پر نہیں لیا جانا چاہیے کہ محض موقع پر جانا اور ڈھول کی تھاپ کے ذریعے سے یا دوسری صورت میں اعلان کرنا ہر صورت میں زمین پر قبضہ کرنے کے لیے کافی ہو گا۔ لیکن یہاں، ہماری رائے میں، چونکہ زمین زیر زمین تھی اور مادی وقت پر اس پر کوئی فصل نہیں تھی، اس لیے تحصیلدار کا موقع پر جا کر زمین کا معائنہ کرنے کا عمل اس مقصد کے لیے تھا کہ کون سا حصہ فضول اور قابل کاشت ہے اور اس لیے اس پر قبضہ کیا جائے اور اس کی حد کا تعین کیا جائے، قبضہ کرنے کے لیے کافی تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ اس وقت موجود نہیں تھا جب یہ تحصیلدار نے کیا تھا، لیکن قبضہ کرنے کے لیے زمین کے مالک یا قبضہ کرنے والے کی موجودگی ضروری نہیں ہے۔ قانونی تقاضے کے معاملے کے طور پر یہ بھی سختی سے ضروری نہیں ہے کہ زمین کے مالک یا قبضہ کرنے والے کو نوٹس دیا جائے کہ قبضہ کسی خاص وقت پر لیا جائے گا، حالانکہ جہاں ممکن ہو اس طرح کا نوٹس حکام کے ذریعے قبضہ کرنے سے پہلے دینا مطلوب ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے قبضہ کرنے والے یا مالک کو ہر بار معلوم ہونے بغیر محض کاغذی قبضہ لینے کے کسی بھی دھوکہ دہی یا ساز باز لین دین کا امکان ختم ہو جائے گا۔

اس عدالت کے سلسلہ وار فیصلوں کے ذریعے یہ طے شدہ قانون ہے کہ حاصل شدہ زمین پر قبضہ کرنے کا ایک قبول شدہ طریقہ LAO کے ذریعے اس کے ذریعے گواہوں کی موجودگی میں یادداشت یا بیچ نامہ ریکارڈ کرنا ہے اور یہ زمین پر قبضہ کرنے کے مترادف ہو گا کیونکہ حاصل شدہ زمین پر فطری قبضہ کرنا ناممکن ہو گا۔ یہ عام علم ہے کہ کچھ معاملات میں مالک / دلچسپی رکھنے والا شخص زمین پر قبضہ کرنے میں تعاون نہیں کر سکتا ہے۔

یہ دیکھا گیا ہے کہ خود مدعا علیہ کی طرف سے لکھے گئے ایک خط میں، مذکورہ خسرو نمبر میں زمین پر بورڈ کا تعلق تسلیم کرتے ہوئے، اس نے متبادل جگہ کی الاٹمنٹ کی درخواست کی۔ دوسرے لفظوں میں، جب تک قبضہ نہیں لیا جاتا اور اس سے تعلق چھین لیا جاتا ہے اور یہ اپیل کنندہ کے پاس

ہوتا ہے، وہ اپیل کنندہ سے اسے متبادل جگہ فراہم کرنے کی درخواست نہیں کر سکتا۔ یہ اس کا معاملہ نہیں ہے کہ اس مرحلے پر وہ اب بھی متنازعہ زمین کا حق برقرار رکھے ہوئے تھا۔ یہ اعتراف اس کی دلچسپی سے مطابقت نہیں رکھتا اور اس سے مطابقت نہیں رکھتا۔ وہ اس بات سے بھی واقف تھے کہ ایوارڈ دیا گیا تھا اور ظاہر ہے کہ قبضہ اسی کے تحت لیا جانا چاہیے تھا۔ یہ سچ ہے کہ عام طور پر قبضہ تعلق سے نوگنا زیادہ ہوتا ہے۔ اگر اس اصول کو غیر قانونی قبضے کے ذریعے عوامی حصول تک بڑھایا جاتا ہے، تو سابقہ مالک کو معاوضے کے ساتھ ساتھ اس کی سابقہ زمین پر تجاوز کر کے زمین پر قبضہ حاصل ہوتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ قبضے میں رہا۔ اس طرح کی تعمیر عوامی مقصد کو شکست دے گی۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، LAO بہترین شخص ہے جو اپیل گزار کو، خسرہ نمبر 4/140 میں زمین کے قبضے کے ساتھ ساتھ دیگر زمینوں کو لینے اور پہنچانے کی حقیقت سے بات کرتا ہے لیکن اسے مقدمے میں فریق مدعا علیہ کے طور پر شامل نہیں کیا گیا تھا۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ جب مدعا علیہ حاصل شدہ زمین پر اپنے قانونی حق کا دعویٰ کر رہا ہو، تو اسے لازمی طور پر حکومت کو فریق کے طور پر شامل کرنا چاہیے تھا اور حکومت کے خلاف اپنے قبضے کا دعویٰ کرنا چاہیے تھا۔ ایسا نہیں کیا گیا۔ بورڈ کے پاس LAO سے قبضہ ہونے کی وجہ سے، یہ ثابت کرنے کی توقع نہیں کی جاسکتی کہ LAO نے زمین پر قبضہ کیسے کیا تھا۔

اس معاملے کے حقائق سے یہ واضح ہو گا کہ 339 ایکڑ پر مشتمل زمین کا قبضہ لیا گیا ہو گا جس میں خسرہ نمبر 4/140 میں 1.33 ایکڑ بھی شامل ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ جب شہر کی منصوبہ بند ترقی کے لیے زمین حاصل کی گئی تھی اور عمارتوں کا ایک بڑا حصہ پہلے ہی تعمیر کیا جا چکا ہے اور تقریباً 1 ایکڑ 32 سینٹ کی زمین کو پارک کے مقصد کے لیے الگ کر دیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ دوسری زمینوں کے ساتھ، متنازعہ زمین پر قبضہ کر لیا گیا تھا اور منصوبہ بندی کے مطابق تعمیر کی گئی تھی۔ کیا اپیل گزار کے لیے، ہاؤسنگ بورڈ کو قبضہ فراہم کیے بغیر، یہ ممکن ہو گا کہ وہ اتنی بڑی تعمیرات تعمیر کرے اور زمین کے حامل خسرہ نمبر 4/140 کے صرف اس حصے کو چھوڑے جو عوامی مقصد کے لیے مختص کیا گیا تھا، یعنی پارک کی عوامی سہولت؟ زمین پر قبضہ کرنے اور اس کی حد بندی کرنے اور تعمیرات کے بعد ہی منصوبہ بندی سامنے آئے گی۔ یہ یقین کرنا غلط ہے کہ قبضہ اب بھی جواب دہندگان کے پاس ہے اور LAO نے صرف زمین پر اس ٹکڑے پر قبضہ نہیں کیا تھا۔ یہ مدعا علیہ کا معاملہ نہیں ہے کہ اس نے LAO کے ذریعے زمین پر قبضہ کرنے کی مزاحمت کی اور اس کے بعد LAO نے اسے بے دخل کرنے کے لیے کوئی کارروائی نہیں کی۔ واحد جج نے ان مادی حقائق اور قائم شدہ حقائق سے

دستیاب قرنی شہادت کی تائید نہیں کی ہے۔ انہوں نے اس بنیاد پر غور کیا کہ چونکہ حاصل کردہ زمین کو تعمیراتی مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا گیا تھا اور قبضہ نہیں لیا گیا تھا، اس لیے حصول ختم ہو گیا تھا۔ ضلعی جج کی طرف سے دی گئی استدلال بھی اتنی ہی غلط ہے۔ عدالت عالیہ اپنے نتیجے میں مکمل طور پر غیر قانونی ہے۔ ضلعی جج نے احاطے میں پیش قدمی کی کہ محصولات کے ریکارڈ میں اپیل کنندہ کا نام تبدیل شدہ نہیں دکھایا گیا ہے اور زمین اپیل کنندہ کے نام پر اندراج نہیں تھی۔ یہ حالات مکمل طور پر غیر قانونی اور بلا جواز ہیں۔ ایکٹ کے دفعہ 51 کے ساتھ پڑھے جانے والے دفعہ 11 (4) خود ایکٹ کے تحت حاصل کردہ زمین کے اندراج سے مستثنیٰ ہے۔ ضلعی جج نے واضح طور پر قانونی توضیحات کو نظر انداز کر دیا تھا۔ ہاؤسنگ بورڈ کے لیے یہ غیر ضروری تھا کہ اراضی کو ریونیوریکارڈ میں تبدیل کیا جائے اور اس میں اس کا نام درج کیا جائے۔ یہ اپنے مقصد کے لیے نہیں تھا۔ یہ عوامی مقصد یعنی مکانات کی تعمیر اور ضرورت مند افراد کو الاٹ کرنے کے لیے تھا۔ مکانات کی تعمیر کے بعد، عوامی پارک حصول میں شامل تھا۔ ظاہر ہے، اس مرحلے پر میونسپلٹی اپنے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے قبضہ کرنے آئی ہوگی جب زمین پر غیر قانونی تجاوزات پائی گئیں۔ اس مرحلے پر مدعا علیہان کو نوٹس دیا گیا اور مدعا علیہان نے مستقل حکم امتناعی کے لیے مقدمہ دائر کیا۔

اس طرح غور کیا جائے تو خسرہ نمبر 4/140 میں زمین کا حق اپیل گزار کے پاس ہونے کی وجہ سے، جس سے بھی یہ پہلے تعلق رکھتا تھا، اسے اس سے الگ کر دیا گیا تھا اور کوئی بھی مذکورہ حاصل شدہ زمین پر ایک بار دعویٰ نہیں کر سکتا اور اس بنیاد پر حکم امتناعی کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اس لیے حکم امتناعی نامہ حقیقی مالک یعنی ہاؤسنگ بورڈ کے خلاف جاری نہیں کیا جاسکتا جس کے پاس زمین بالآخر تھی اور پھر میونسپل کارپوریشن کو منتقل کر دی گئی تھی۔ خلاف ورزی کرنے والا مالک کے خلاف حکم امتناعی کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ ہی عدالت اسے جاری کر سکتی ہے۔

اس طرح غور کیا جائے تو ہمارا خیال ہے کہ عدالت عالیہ نے اپیلٹ کورٹ کی ڈگری کی تصدیق میں قانون کی سنگین غلطی کی تھی۔ اس کے مطابق، پہلی اپیلٹ عدالت اور عدالت عالیہ کی ڈگریاں اور فیصلے الگ کر دیے جاتے ہیں اور ٹرانساکشن کی ڈگری بحال کر دی جاتی ہے۔

اسی کے مطابق ایپیلیس منظور کی جاتی ہے۔ اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں۔

اپیلوں منظور کی جاتی ہے۔